P. O. RGO. No. A 229

# ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ، دو آنہ — چندہ سالانہ دو روپیہ

جلد ۸ | یکم جولائی سنہ ۱۹۵۰ء | ایڈیٹر- قاضی عبدالغفار | ۱۳ رمضان ۱۳۶۹ھ | نمبر ۱۳

## کچھ اپنی باتیں

### اترپردیش کے مدرسوں میں

ہر گوشہ میں یہ شکایت سنی جا رہی ہے کہ اترپردیش کے مدرسوں میں اردو زبان کی تعلیم میں ایسی رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں کہ اب اختیاری زبان کی حیثیت سے بھی اردو کا پڑھنا طلبا کے لئے اکثر مدرسوں میں ناممکن ہوتا جاتا ہے۔

شکایتیں مختلف قسم کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ماتحت افسران سرکاری احکام کے خلاف اپنے زبانی احکام کے ذریعہ سے اردو کی تعلیم کو روک رہے ہیں، یا یہ کہ اردو کی نصابی کتابیں تقریباً نایید ہو گئی ہیں اور ان کی فراہمی کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا، یا یہ کہ مضامین کے گروپ اسطرح بنائے گئے ہیں کہ انگریزی اور اردو کو ایک دوسرے کا بدل بنا دیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ طلبا اگر انگریزی زبان حاصل کرنا چاہیں تو لازماً اردو سے محروم ہو جائیں۔ — اسی طرح کی بہت سی شکایتیں مختلف اضلاع سے وصول ہو رہی ہیں۔ ہم ان کے متعلق اس وقت تک کچھ کہنا نہیں چاہتے جب تک کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہو جائے کہ ان شکایتوں میں اصلیت کتنی ہے اور اگر ہے تو مبالغہ کتنا ہے۔ بظاہر جس قدر اطلاعیں ہمیں وصول ہوتی ہیں وہ بے بنیاد نہیں معلوم ہوتیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اردو کی تعلیم کے دروازے بند کئے جا رہے ہیں۔ زیادہ تر حکومت کے ماتحت عہدے دار اس کام میں مصروف ہیں۔ شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہندی کی ترقی کے لئے اردو کا گلا گھونٹنا ضروری ہے۔ قطع نظر ہمارے ملک کے دستور اساسی کے اور ان وعدوں کے جو مقامی زبانوں کے متعلق کئے گئے ہیں اور جن کے خلاف یہ عمل جاری ہے سوائے اترپردیش کے کسی دوسرے صوبہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حکومت کے عہدے دار یہ جرأت نہیں کر سکتے کہ

کسی مقامی زبان کے خلاف کوئی ایسا محاذ تیار کریں۔ یہ امتیاز صرف اردو اور ہندستانی ہی کو حاصل ہوا ہے کہ اوسکا زوال ہندی کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ہندی کے نرقہ پرستوں کی یہ ٹیڑھی عقل خود ہندی کی دشمن ہے۔

تاہم اردو کے ساتھ جو عمل جاری رکھا جارہا ہے اوسکا بڑا سبب خود ہماری غفلت اور کمزوری ہے۔ اردو کو سرکاری ہندی کے رقیب کی حیثیت سے میدان میں لانا محض حماقت ہوگی، لیکن ایک ایسی مقامی زبان کی حیثیت سے جو قومی زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اوسکی حفاظت نہ کرنا کسی طرح جایز نہیں ہو سکتا۔ اردو اور "ہندستانی" کے حامیوں میں جو کمزوری ہم دیکھ رہے ہیں اوسکی ایک مثال یہ واقعہ ہے کہ انجمن نے یہ محسوس کر کے کہ شکایتوں سے یاد نہیں ہیں ایک طویل مراسلہ کے ذریعہ سے جسمیں مختلف اضلاع کی ۸۰ مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں، صوبہ کی اسمبلی اور کونسل کے ممبران کو اس معاملہ پر توجہ دلائی۔ گذشتہ مارچ میں تقریباً سو مراسلے بھیجے گئے۔ لیکن اج تک اون میں سے کسی ایک کا جواب بھی اس دفتر میں وصول نہیں ہوا۔

شخصی طور پر بھی بعض دوستوں کو توجہ دلائی گئی لیکن ابھی تک کسی ممبر بانے حکومت سے سوال کرنے یا اسمبلی یا کونسل میں کوئی احتجاجی تجویز پیش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس عصبی اور ذہنی کمزوری کے اسباب کچھ بھی ہوں، لیکن موجودہ حالات میں یہ بے پروای بہت افسوسناک ہے۔ ہم نے متعدد اضلاع کے متعلق اتنی اطلاعیں پیش کردی ہیں کہ اگر انمیں سے دو چار بھی تحقیقات کے بعد صحیح ثابت ہوں تو ایک اچھا اور مضبوط "مقدمہ" تیار ہو سکتا ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس مسئلہ سے بھی اہم تر اور کون سے مسائل ہیں جنہوں نے اسمبلی اور کونسل میں ہمارے نمایندوں کو حرکت کرنے سے باز رکھا۔

بہر حال یہ دیکھکر کہ ہماری آواز کے جواب میں اون حلقوں سے کوئی آواز نہیں آئی، انجمن نے اپنے گذشتہ جلسہ میں ایک ضمنی کمیٹی خاص اسی غرض سے مقرر کی کہ وہ حالات کا جایزہ لیکر اور شکایتوں کی حقیقت معلوم کر کے اینده جدو جہد کی تجاویز پیش کرے۔ اس کمیٹی کے اراکین حسب ذیل ہیں :-

(۱) سید مسعود حسن رضوی صاحب، شعبہ اردو لکھنؤ یونیورسٹی

(۲) آل احمد سرور صاحب " "

(۳) پنڈت کشن پرشاد کول صاحب۔ گنگا پرشاد میموریل لایبریری لکھنؤ

یہ کمیٹی اپنا کام کر رہی ہے اور اب ضرورت اسکی ہے کہ صوبہ کے وہ لوگ جو اردو کے خلاف اس تعلیمی محاذ کے حالات سے واقف ہیں کمیٹی کی مدد کریں تاکہ کمیٹی ایک رپورٹ تیار کر سکے جسکی بنا پر ہم اس معاملہ کو حکومت کی اعلے سطح پر لے جا سکیں۔ اسمبلی اور کونسل میں ہم اپنے نمایندوں سے کچھ مایوس ہو چلے ہیں اس لئے انجمن کو اپنے لئے دوسرے وسایل پیدا کرنے ہونگے اور براہ راست ملک کی رائے عامہ سے اپیل کرنی ہوگی۔

صوبہ میں انجمن کی جو شاخیں کام کر رہی ہیں اونکو بھی تمام دوسرے مشاغل سے قطع نظر کر کے کمیٹی کی پوری پوری امداد کرنی چاہئے۔

ملک کا دستور اور کانگریس کے لیڈروں کے وعدے جس حد تک بھی ہمارے حق میں ہیں اس حد تک اب بھی ہمارے لئے کام کرنے کا میدان وسیع ہے۔

---

## ہلکے ہلکے اشارے

——مرکزی حکومت نے حکم دیا ہے کہ آیندہ مزدور پیشہ لوگوں کو "قلی" کے بجائے "مزدور" کہا جائے —— تعجب ہے کہ اس بات پر غور نہیں کیا گیا کہ "قلی" ترکی لفظ ہے اور مزدور فارسی ہے۔ اسلئے پاکی کے رایج الوقت معیار پر دونوں پورے نہیں اترتے!

اگر مرکز ہی سے فارسی شبدوں کی ہمت افزائی ہوگی تو پھر کام کیسے چلیگا —— لینگویج کانفرنس نے مزدوری کا ترجمہ "سرامیکا" کیا ہے، ادھر سے مزدور اور قلی کے لئے کوئی شدھ شبد بہ آسانی پیدا کیا جاسکتا ہے —— کیا ضرور ہے کہ زبان کی "پاکی" کے اصول کو توڑا جائے!!

---

—— نئی دہلی کی یہ خبر ہے کہ مسٹر منشی نے کہا کہ جمہوریہ ہند کے دستور کا ہندی ترجمہ کرنے میں بڑی دقت یہ پیش آئی کہ اس اصطلاح کا کوئی ہندی ترجمہ موجود نہ تھا، لہٰذا دس دن کی محنت اور مباحثہ کے بعد ودوانوں نے ری پبلک کا مرادف "گنا تنترا" تجویز کیا! —— اس ایک لفظ کو گھڑنے کے لئے دس دن کی محنت بہت کم ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکو سمجھنے کے لئے ان ودوانوں کی قوم کو دس برس لگاتار محنت کرنی پڑیگی!! —— صدر جمہوریہ اور جمہوریہ کے وزیر اعظم کے سامنے دھنا گنا تنترا کہنی اور راونکے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھی!! —— بہر حال ودوانوں کی بات ودوان ہی جانیں —— یا مسٹر منشی جانیں!!

ہمارے لیے تو بس اتنا ہی معلوم ہو جانا کافی ہے کہ اب ہم کو نہ ری پبلک لکھنا چاہیئے اور نہ جمہوریہ صرف "گنا تنترا" لکھنا چاہیئے!

---

—— خبر یہ ہے کہ:—

لکھنؤ چیف کورٹ کے ڈاک خانہ سے ۲۷ مئی کو ایک خط بذریعہ رجسٹری نمبر ۵۳۲ شیر محمد ترکاری منڈی چوک لکھنؤ کے نام بھیجا گیا۔ ڈاک خانہ والوں نے شیر محمد کے نام میں یہ اصلاح کردی کہ "شیر" کے بجائے "باگھ" بنا دیا۔ اب یہ شیر صاحب شری باگ محمد ہوگئے ہیں!۔ ناموں کی یہ ترمیم کوئی ایسی بات نہیں کہ اس پر اعتراض کیا جائے۔ ترکوں نے بھی تورانی زبان کی "پاکی" کے لیے عربی فارسی کے سب نام بدل ڈالے تھے!

—— غیر ملکی ناموں سے بھی قومی زندگی ناپاک ہو سکتی ہے! مناسب ہوگا اگر ایک لینگویج کانفرنس اس غرض سے بلائی جائے کہ وہ غیر ملکی ناموں کو بدلے! دقت صرف اتنی ہے کہ جواہر لال جی اور مسٹر منشی کا نام بھی بدلا جائیگا!! اور سردار پٹیل کو اپنی سرداری سے دست بردار ہونا پڑے گا!!

---

—— ایک اور خبر یہ ہے کہ—

کانپور —— ۹ جون آگرہ، بنارس، الہ آباد، بریلی، لکھنؤ، جبل پور، ناگپور، پٹنہ، گیا اور اندور سے جو خبریں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی تار کی سروس تقریباً ناکام ہو کر رہ گئی ہے اور عوام ہندی میں تار بھیجنا پسند نہیں کر رہے ہیں۔

کالمبو میں اس سروس کی نامقبولیت کا یہ عالم ہے کہ یہاں روزانہ تقریبا چار ہزار تار بھیجے جاتے اور وصول کئے جاتے ہیں جن میں ہندی تاروں کی تعداد روزانہ بیس سے زیادہ نہیں ہوتی۔

ہندی تار سروس کی اس ناکامی کے بعد خیال ہے کہ حکومت ہند کفایت شعاری کے خیال سے اس تجربہ کو موقوف کردینے کے احکام جاری کردے گی تاکہ اس سلسلہ میں عملے پر جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ بچ سکیں۔

یہ ہندی تار سروس اس لیئے جاری کی گئی تھی کہ ہندی کے بعض ادبی اداروں نے جن میں کل ہند ہندی ساہتیہ سمیلن بھی شامل ہے اس قسم کی سروس جاری کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

—— یہ خبر ہمارے تبصرہ سے بالاتر ہے!!

---

—— پٹنہ ۱۰ جون — بہار کے وزیر اعظم مسٹر سری کرشن سنہا نے مقامی مسلم ہائی اسکول کے جلسہ تقسیم اسناد میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے اس بات پر اظہار مسرت کیا کہ اسکول کی انتظامی کمیٹی نے تعلیم اردو میں دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندستان کی زبانوں میں اردو ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس لیئے میرے خیال میں اس اقدام کی تائید ہر شخص کو کرنی چاہیے

ہم اس خبر پر ہندی پرچار سبھا اور ساہتیہ سمیلن اور ٹنڈن جی کو توجہ دلاتے ہیں!

---

---- مرکزی حکومت کے نئے رکن شری سری پرکاش نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ "ہندی کا پرچار کرنے والے اوسے اسطرح قومی زبان بنائیں کہ وہ لوگ بھی جنکی مادری زبان مختلف ہے یہ نہ محسوس کریں کہ ہندی ان پر لادی جارہی ہے" پھر انہوں نے فرمایا کہ:—

"دنیا کے کسی ملک میں قومی زبان کی پرورش حکومت نے نہیں کی بلکہ ادیبوں اہل علم اور عوام ترقی دیا کرتے ہیں ...... ہر اس زبان کو جس کی [illegible] بعض عوام کی نبض کے ساتھ حرکت کرے چاہیے کہ وہ اپنے الفاظ

---

## راہ کے ذرے بھی ہمکو یاد فرماتے نہیں!

### (از مولانا انور صابری)

("آثار ابوالکلام آزاد" مصنفہ قاضی عبدالغفار کے مطالعہ کا ایک اثر)

لے گیا ان کو اڑا کر کس طرف گرد و غبار
ہمرہاں جادۂ ہستی نظر آتے نہیں

چار جانب ہے نظر میں منظر یاس و سکوت
راہ کے ذرے بھی ہم کو یاد فرماتے نہیں

کاروان کے ساتھ ہی گم ہے رحیل کاروان
اب وہ نغمے بھی ہمارے دل کو گرماتے نہیں

ہم مگر اب تک ہیں سرگرم سفر مجبور ہیں
حسرت منزل کو تنہا چھوڑ کر جاتے نہیں

(۱۳ جون ۵۰ء)

کے ذخیرے میں اضافہ کر رہی ہے اور اس معاملہ میں تنگ نظری کے تعصبات کو ختم ہونا چاہیئے ۔ "

—— اور تو اور ڈاکٹر امرناتھ جھا بھی جو ٹھیٹ سنسکرت سے کم کسی زبان کی بات ہی نہ کرتے تھے اب فرما رہے ہیں کہ "زبان کے معاملہ میں کچھ وسیع الخیالی ہونی چاہیئے۔ بہاری اور تلسی داس جیسے شاعروں نے بھی فارسی اور عربی کے لفظ اور فقرے استعمال کئے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ وسیع الخیالی اسوقت ناپید ہے"، ڈاکٹر جھا نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ایسے الفاظ بھی ہندی میں شامل کئے جائیں۔ جس کی اصل سنسکرت نہ ہو ... "

یہ تقریر نینی تال کے گورنمنٹ کالج کے طلبا کو مخاطب کر کے فرمائی گئی۔

—— ہم تو صرف اتنی ہی بات کہتے ہیں کہ کسی کو بھی اس وسیع الخیالی کے چند روز بعد واپس آنے سے مایوس نہ ہونا چاہیے جسکی پرچھائیں نہ صرف شری سری پرکاش جیسے وسیع الخیال بلکہ ڈاکٹر جھا جیسے سنسکرت کے سیوک کی باتوں میں بھی نظر آنے لگی ہے!

—— تجربہ بڑا معلم ہے!! اوسکی چکی دیر میں پستی ہے مگر باریک پستی ہے!!

---

## اپنے دیس کی خبریں

### گیا

مسلم ہوسٹل ضلع اسکول گیا میں انجمن نوخیز مصنفین کا پہلا جلسہ ہوا جسکی صدارت انوار انصاری صاحب نے کی۔ عہدہ داروں کا انتخاب کیا گیا۔

### ابگلاہ ۔ (گیا)

عبدالوہاب صاحب ناظم نشر و اشاعت بزم اردو اطلاع دیتے ہیں کہ اردو کتب خانہ میں بزم کا ایک جلسہ ہوا جسمیں زبان کے متعلق حکومت بہار کی موجودہ روش کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ حکیم ہلال صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔

اردو کتب خانہ کے حسب ذیل عہدہ دار منتخب ہوئے:۔

قاضی محمد حسین صاحب، صدر، محمد احسن شمسی صاحب نائب صدر، معین شاعد صاحب سکرٹری عبدالوہاب صاحب لائبریرین، عارف نیاز صاحب نائب لائبریرین ۔

### جبل پور

بزم احباب کے حسب ذیل عہدہ داران منتخب کئے گئے:۔

صدر ۔ محمود عالم صاحب راز ۔ نائب صدر ۔ عبدالکریم خاں صاحب دل سکرٹری عبدالحسن صاحب سیفی ۔ لائبریری سکرٹری۔ سراج احمد صاحب، فائنل سکرٹری ۔ یحیی بہائی صاحب اور خازن۔ ممتاز حسین صاحب ..

### برہان پور

حافظ محمد یوسف صاحب کنوینر انجمن ترقی اردو اطلاع دیتے ہیں کہ انجمن ترقی اردو کی شاخ جب سے یہاں قائم ہوئی ہے ادبی دلچسپیاں ترقی پذیر ہیں۔ اب تک شہر میں تقریبا بیس مشاعرے ہو چکے ہیں۔ ہر مشاعرہ میں سامعین کثیر تعداد میں شریک ہوتے رہے۔ حال ہی میں کئی کامیاب مشاعرے ہو چکے ہیں

(۱) جناب محمد نذیر صاحب اثر کے دولت کدہ پر غیر طرحی مشاعرہ زیر صدارت عالیجناب حافظ ابو الی صاحب ہوا ۔

(۲) جناب سیٹھ بابو افتخار احمد صاحب کے دولت کدہ پر طرحی مشاعرہ بمبئی کے

مشہور مزاحیہ نگار عالیجناب عبداللہ ناصر صاحب کی صدارت میں ہوا جسمیں مرزا پور مالیگاؤں اور بمبئی کے شعرائے کرام بھی شریک ہوئے۔

(۳) جناب سیٹھ عبدالرؤف صاحب کے دولتکدہ پر غیر طرحی مشاعرہ ہوا۔

(۴) محترم بزرگ عالیجناب پیر جی عبدالغفور صاحب نے بسلسلہ عرس شریف خانقاہ اشرفیہ میں دو روز تک شعر و سخن کی محفل ترتیب دی۔

جامعہ اردو علیگڈھ کے امتحانات کے سلسلہ میں باقاعدہ درس و تدریس اور شہر برہانپور کو امتحان کا مرکز بنانے کی کوشش جاری ہے۔

"دارالتالیف والترجمہ" کا ایک شعبہ بھی انجمن کے تحت قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس میں صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات ہی شریک ہوسکیں گے۔

## مالیگاؤں

بزم ادب مالیگاؤں کے زیر انتظام ۳ اور ۴ جون کو ایک اردو کانفرنس اور مشاعرہ منعقد ہوا۔

## ناگپور

۷ مئی ۱۹۵۰ع کو دفتر بہادر پورہ کنزیومرس کوآپریٹو اسٹورز لیمیٹڈ میں زیر صدارت عالی جناب قاضی سید بدرالدین صاحب مختلف محلوں کی نمائندگی کی غرض سے ایک جلسہ عام منعقد ہوا موضوع زیر غور "شہر کے اردو پرائمری مدرسوں کا از سر نو قیام و وجود"۔

طے پایا کہ جناب ایم اے لطیف صاحب بی۔ اے جناب قاضی بدرالدین صاحب مالگزار جناب محمد صلاح الدین صاحب صدر مدرس انجمن برانچ اسکول جناب شیخ عیدو صاحب ماسٹر۔ مالگذار۔ اور جناب محمد عبدالصمد صاحب سوداگر پر مشتمل ایک سب کمیٹی کی تشکیل کی جائے جو بحیثیت وفد آفسر انچارج ناگپور میونسپل کمیٹی ناگپور سے ملے۔ اور مطالبہ کرے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی خاطر خواہ مادری زبان میں لازمی تعلیم کے مقصد سے کم از کم بہادر پورہ اور تلی میں اردو پرائمری مدرسے قایم کردئے جائیں۔ مزید دئیے ہوئے اختیارات کے ذریعہ مجوزہ سب کمیٹی کے ممبران اپنی مہم کی کامیابی یعنی اردو پرائمری مدارس کی تجدید کے لئیے اگر مناسب و ضروری تصور کریں تو نہ صرف محکمہ تعلیم کے دوسرے افسروں سے بلکہ مقامی حکومت کے ذمہ دار وزراء سے بھی ملاقات کرسکتے ہیں۔

## اردو املا

(انجمن ترقی اردو شاخ حیدرآباد کی ایک اہم تحریک)

"ہر زبان کے لیئے ضروری ہے کہ اس کے املا کے قاعدے منضبط ہوں اور ان قاعدوں کی بنیاد صحیح اصول پر ہو۔ اگر قاعدے معین نہ ہوں تو زبان کی یک رنگی اور یکسانی کو سخت صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہوگا اور اردو اس وقت اسی قسم کے خطرے میں ہے۔ عربی، فارسی، انگریزی، غرض کہ ہر شائستہ زبان میں جو قاعدے مقرر ہیں ہر لکھنے والا ان کی پوری پوری پابندی کرتا ہے۔ مگر اردو والے اپنے آئیں ہر قید سے آزاد سمجھتے ہیں۔ املا کی خرابی یا بے ضابطگی کی صورتیں جب کسی متمدن قوم کو پیش آئیں تو اس کے زبان

دانوں نے اور آخر ان کی اصلاح کی۔ ترقی کرنے والی قومیں اس زمانے میں بھی اپنی زبان کے لفظوں کی لکھاوٹ میں ضروری ترمیم اور مناسب اصلاح کرتی رہتی ہیں۔ عام طور پر اصلاح کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ ایک لکھنے والا اپنی رائے کو دخل دے کر ایک غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اور دوسرے بغیر تحقیق کیے ہوئے اس کی غلطی کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ جہاں کسی غلطی کی تکرار ہوئی وہ کتابوں اور اخباروں میں راہ پا گئی۔ عوام کے لیے یہ ایک بڑی سند ہو گئی کہ فلاں لفظ ایک کتاب میں یا کسی اخبار میں یوں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ ان لوگوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے جو صحت اور اصول پر نظر رکھتے ہوں۔ بڑا گروہ مقلدوں یا عادت کے بندوں کا ہوتا ہے اور تدارک یا اصلاح کی ذمہ داری اہل تحقیق پر عائد ہوتی ہے۔ پس ایسی خرابیوں کا انسداد یوں ہی ہو سکتا ہے کہ علمی انجمنیں اپنے فرض کا احساس کر کے نہ صرف قاعدے بنائیں بلکہ ہر ممکن ذریعے سے انہیں عمل میں لانے کی کوشش کریں"۔

یہ بیان مشہور ماہر لسانیات ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا ہے جو قریباً بیس سال پہلے رسالہ "ہندستانی" میں شائع ہوا تھا۔ اردو املا کے اصولوں سے عام لاپروائی جو اس وقت تھی وہی اب بھی نظر آتی ہے اور ہماری زبان کے لیے یہ بڑی بدنامی اور بدزبانی کی بات ہے اس لئے انجمن ترقی اردو (حیدرآباد) نے یہ کوشش شروع کی ہے کہ اردو املا میں جو غلطیاں زیادہ رواج پا گئی ہیں انہیں منظر عام پر لایا جائے تاکہ اردو لکھنے والے ان کی طرف توجہ کریں اور اردو زبان کے اس عیب کو دور کرنے میں مدد دیں۔ انجمن اس بارے میں خصوصیت کے ساتھ اردو اخباروں اور رسالوں کے اڈیٹروں سے توقع رکھتی ہے کہ وہ زبان کی اس اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں گے اور جہاں تک ہو سکے اپنے اخباروں اور رسالوں میں املا کی غلطیوں کو راہ نہ پانے دیں گے۔ اردو چھاپے خانوں کے مالکوں سے بھی انجمن کی یہ ہی درخواست ہے۔ اگر اخبار اور چھاپے خانے ایک مرتبہ پکا ارادہ کر لیں تو پھر بہت جلدی اردو زبان اس عیب سے پاک ہو جائے گی۔ اسی امید پر یہ پمفلٹ جو بڑی حد تک ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضمون "اردو املا" (مطبوعہ رسالہ "ہندوستانی" بابت جنوری ۱۹۳۱ء) کا خلاصہ ہے شائع کیا جا رہا ہے۔ ضرورت کے لحاظ سے آئندہ بھی اس سلسلے کو جاری رکھا جائے گا۔

حبیب الرحمن

(معتمد)

## مختفی ہ یا الف! | جہاں تک تلفظ سے بحث

ہے اردو لفظوں میں مختفی ہ کا وجود نہیں ہے بلکہ مختفی ہ فارسی کی چیز ہے۔ اردو ہندی لفظوں میں نہیں آ سکتی۔ لفظ کی ابتدا یا بیچ میں کبھی نہیں آتی، آخیر ہی میں آ سکتی ہے۔

قاعدہ اس کا یوں ہے؟

(۱) ہندی لفظ ہو تو الف سے لکھا جائے (سوا بعض مقاموں کے ناموں کے جیسے آگرہ، پٹنہ، کلکتہ، اس واسطے کہ یہ نام ہیں اور ہمیشہ اسی طرح لکھے جاتے ہیں)۔

مقاموں کے ناموں کے سوا جتنے لفظ ہیں، انہیں الف ہی سے لکھنا چاہئے۔

مثالیں: اِکّا ۔ آنولا ۔ باجا ۔ باجرا ۔ بٹوا ۔ بھوکا نا ۔ بابلا ۔ بھانجا ۔ بھتیجا ۔ بھروسا ۔ بھیڑیا ۔ تانگا ۔ پٹا ۔ پتا ۔ پٹا ۔ پسینا ۔ تارا ۔ تایا ۔ چارا ۔ چبوترا ۔ چراٹا ۔ چلا ۔ چھالا ۔ جھلا ۔ دیٹا ۔ دھکا ۔ دھوکا ۔ ڈوریا ۔ سرونا ۔ کتھا ۔ کوئلا ۔ کھلونا ۔ لڑاکا ۔ مہینا ۔ مولا ۔ ناتا ۔

(۲) مذکر صفتیں بھی الف ہی سے صحیح ہیں، جیسے چلبلا ۔ دنگا ۔ نچلا وغیرہ ۔

(۳) اسی طرح وہ لفظ بھی جو یورپ کی زبانوں سے ہیں آئے جیسے بلا (گیند وغیرہ کے معنوں میں)، ڈراما ۔ کمرا وغیرہ ۔

(۴) یہی حال اُن لفظوں کا ہے جو فارسی یا عربی سے نکلے تو ہیں مگر خود اُن زبانوں میں اُن کا وجود اس حیثیت میں نہیں ہے ۔ جیسے ملا ۔ بے تحاشا ۔ نودولتا ۔ کبابیا ۔ برفیا (برف والا) ۔ خاصا ۔ بعضا ۔ مسالا ۔ ملیدا دمپا ۔

(۵) اُن لفظوں کے آخر میں بھی الف ہی لکھنا چاہئے جو ایک اردو اور ایک فارسی یا عربی جز سے بنے ہیں ۔ جیسے تہاھا ۔ چھماھا ۔ بیچ رنگا ۔ ست رنگا وغیرہ

اصول یہ ہے کہ جب کسی اور زبان کا لفظ اردو میں دوسرے معنے اور اسی کے ساتھ دوسرا تلفظ اختیار کر لے تو اس کا املا ٹھیٹ اردو لفظوں کی طرح ہونا چاہئے

(۶) جو لفظ خود فارسی میں الف سے لکھے جاتے ہیں وہ ہرگز ہ سے نہ لکھے جائیں جیسے اژدہا ۔ آشکارا ۔ بوریا ۔ چلیپا ۔ پارسا ۔ دلاسا ۔ شوربا ۔ ناشتا ۔ پیدا ۔ دانا ۔ زیبا ۔ جویا ۔ دل کشا ۔ صبر آزما ۔ ہوش ربا ۔ صدہا ۔ ہزارہا ۔ بشیرا ۔ حافظا ۔ سعدیا ۔

(۷) اسی طرح جو لفظ خود عربی میں الف سے لکھے جاتے ہیں اُن کو ہ سے لکھنا صحیح نہیں ہے ۔ وہ الف ہی سے لکھے جائیں ۔ جیسے ابتدا ۔ ارتقا ۔ اکتفا ۔ التوا ۔ انتہا ۔ استدعا ۔ استغنا ۔ استنجا ۔ حلوا ۔ سقا ۔ مدارا ۔ مداوا ۔ زکریا ۔ مسیحا ۔ زہرا ۔ سارا ۔ حوا ۔ بقایا ۔ رعایا ۔ اصلا ۔ ظاہرا ۔ تماشا ۔ تقاضا ۔ ماجرا ۔ مدعا ۔ معما ۔ مربا ۔ مقوا ۔ دعوا ۔ تقوا ۔

نوٹ:۔ بعض لوگ عربی املا کی پیروی میں دعوا اور تقوا یا مربا اور منقا کو الف مقصورہ کے ساتھ دعویٰ ۔ تقویٰ ۔ مربیٰ ۔ منقیٰ لکھتے ہیں ۔ اگرچہ یہ جائز ہے مگر اردو میں سیدھے سادھے الف کو ترجیح ہونا چاہئے ۔

(۸) ترکی لفظ جو اردو میں مستعمل ہیں اُن کا املا الف ہی سے ہونا چاہئے ۔ جیسے تمغا ۔ طغرا ۔

(۹) بعضے عربی یا فارسی لفظ ایسے ہیں کہ اُن کے آخر میں ہ آتی ہے مگر جب اُن کو جمع بناتے ہیں تو اس مختفی ہ کو الف سے بدل کر جمع کی علامت لگاتے ہیں ۔ جیسے بیوہ سے بیوائیں یا بیواؤں ۔ دایہ سے دایائیں یا دایاؤں ۔ خلیفہ سے خلیفاؤں ۔ علامہ سے علاماؤں وغیرہ ۔

(۱۰) گنتی کے لفظوں میں (۱۱ سے ۱۸ تک) اخیر کا حرف ہ ہے جو مختفی نہیں ہے بلکہ اصل اور ملفوظ ہے اس لئے ان گنتیوں کو ہ سے لکھنا چاہئے - یعنی گیارہ، بارہ، پندرہ، اٹھارہ۔ گیارا۔ بارا۔ پندرا۔ اٹھارا درست نہیں -

## مختفی ہ یا یے؟

مختفی ہ پر ختم ہونے والے مذکر اسموں کی جمع میں تو لوگ باقاعدہ آواز کے مطابق لکھتے ہیں - جیسے "دو بچے کھیل رہے تھے" مگر جب وہی لفظ واحد محرف حالت میں ہوتے ہیں اور تلفظ اُن کا وہی ہوتا ہے جو جمع قائم کی حالت میں ہوتا ہے تب بھی اکثر لوگ ہ سے لکھتے ہیں - یہ کسی طرح درست نہیں - انہیں لکھنا بھی ویسے ہی چاہیے جیسے وہ بولے جاتے ہیں - یعنی یوں:-

"اس بچے (نہ کہ بچہ) نے اس معمے (نہ کہ معمہ) کو حل کر لیا"۔ "میں مدرسے (نہ کہ مدرسہ) جاتا ہوں"۔ "شیر کے پنجے (نہ کہ پنجہ) میں بڑی طاقت ہوتی ہے" "اس واقعے (نہ کہ واقعہ) سے سب کو عبرت ہوئی"۔ "اس لڑکے کا رول نمبر چھبے (نہ کہ چھبہ) ہے"۔

## نون غنہ

بعضے لفظ جن میں نون غنہ ہے، کئی طرح سے لکھے جاتے ہیں - ان میں سے صرف اسی طرز کو اختیار کرنا چاہئے جو تلفظ میں سب سے زیادہ قریب ہو جیسے گاؤں۔ چھاؤں۔ پاؤں۔ داؤں۔ کنواں۔ ڈھلواں۔ جڑواں اور ترتیبی گنتیاں جیسے پانچواں۔ ساتواں۔ آٹھواں۔ نواں۔ دسواں وغیرہ۔ اسی طرح دونوں۔ تینوں۔ چاروں۔ پانچوں۔ چھئوں۔ ساتوں۔ وغیرہ۔

منادا کے ساتھ ں لگا کر "اے لڑکوں"، "اے مسلمانوں" لکھنا صحیح نہیں ہے بلکہ "اے لڑکو" "اے مسلمانو" لکھنا چاہئے

**ہمزہ (ء)** (ا) جب دو حرف علت اپنی اپنی آواز الگ الگ دیں تو ان کے بیچ میں ہمزہ آسکتا ہے، نہیں تو نہیں - جیسے آؤ - جاؤ - گیت گاؤ - آپ آئے - میں کیا لاؤں۔ مگر بناو سنگار - بہاو تاو۔ نبھاو - کھاو - کڑھاو - گائے - چائے - رائے - ہائے - دیو - سیو میں ہمزہ کا کچھ کام نہیں - ان لفظوں میں الف ے - الف و یا ے و مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ اس لیے ان کے بیچ میں ہمزہ کی گنجایش نہیں -

(ب) ہمزہ اسی وقت آئے گا جب اس سے پہلے زبر ہو - اگر اس سے پہلے زیر ہوگا تو (یے) آئے گی - یعنی "کئے" میں ہمزہ ہے مگر کیے میں (یے) ہے - "اس نے دو روپے دیے اور دو گھوڑے لیے"۔ "اس نے چار جوڑ موزے لیے"۔ "سیکڑوں دیئے جل رہے ہیں"۔ ان جملوں میں ہمزہ کہیں نہیں آنا چاہئے - اسی طرح "چاہیے"، "دیجیے"، "لیجیے" وغیرہ میں بھی ہمزہ نہیں بلکہ (یے) ہے - اسی طرح گالیوں تھالیوں وغیرہ میں بھی -

(ج) جہاں ہمزہ لکھنا ضروری ہے وہاں لوگ اکثر کاہلی کے مارے اسے چھوڑ جاتے ہیں جیسے "بچھڑوں" کو "بچھوون" - "دکھاؤ" کو "دکھاو" "دوڑؤں" کو "دوڑوں" یہ درست نہیں -

**کچھ اور لفظ** | بہت سے لفظ ایسے ہیں کہ وہ صحیح لکھے جاتے ہیں لیکن ان کا غلط املا بھی ایک حد تک رائج ہو گیا ہے۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

| صحیح | غلط | صحیح | غلط |
| --- | --- | --- | --- |
| آیندہ | آئندہ | شاید | شائد |
| آرایش | آرائش | اسراف | اصراف |
| تلاطم | طلاطم | دوات | داوات |
| عوض | عیوض | مع | معہ |
| بابت | بہ بتہ | بیچ | بھو نیچ |
| توتا | طوطا | تماچا | طماچہ |
| تو | طار | اژدحام | ازدحام |
| | | | اژدھام |
| | | | ازدہام |

**ضروری تاکید** | دو لفظوں کے درمیان واضح فصل چھوڑا جائے۔ ایک لفظ کے اوپر دوسرا لفظ نہ لکھا جائے۔ مرکب لفظوں کو ملا کر نہ لکھا جائے جیسے "آج کل" "دو گل کا دی" "بے قاعدگی"۔ اسی طرح ایسے مفرد الفاظ بھی جو دونوں طرح لکھے جاتے ہیں الگ الگ ہی لکھے جائیں جیسے "بی بی"۔ "کھل بلی"۔ "جھٹ پٹا"۔ "ہل چل" وغیرہ

**صحیح اور غلط املا۔** | اوپر جو اصول بیان کیے گئے ہیں ان کی روشنی میں صحیح اور غلط املا کی ایک فہرست نمونے کے طور پر نیچے دی جاتی ہے:—

| صحیح | غلط | صحیح | غلط |
| --- | --- | --- | --- |
| آنولا | آنولہ | بھانجا | بھانجہ |
| بھروسا | بھروسہ | پتا | پتہ |
| پسینا | پسینہ | تارا | تارہ |
| تانگا | تانگہ | چبوترا | چبوترہ |
| ڈبا | ڈبہ | دھوکا | دھوکہ |
| راجا | راجہ | کونا | کونہ |
| مہینا | مہینہ | ڈراما | ڈرامہ |
| کمرا | کمرہ | بدلا | بدلہ |
| مسالا | مسالہ | میدا | میدہ |
| چلیپا | چلیپہ | ناشتا | ناشتہ |
| سقّا | سقّہ | تماشا | تماشہ |
| معما | معمہ | تمغا | تمغہ |
| طغرا | طغرہ | بچھڑوں | بچھوروں |
| گیارہ | گیارا | اٹھارہ | اٹھارا |
| تقاضا | تقاضہ | گاؤں | گانوں |
| دھواں | دھوان۔ | اے مسلمانو۔ | اے مسلمانوں |
| آؤ | آو | لاؤں | لاوں |
| بناوسنگار | بناؤ سنگار | جاے | جائے |
| سیو | سیؤ | راے | رائے |
| گئے | گیے | کیے | کئے |
| دیے | دئے | لیے | لئے |
| دیجیے | دیجئے | گالیوں | گالئیوں |
| لکھنؤ | لکھنو | ہندوؤں | ہندوون |

اس بچے نے اس معمے کو حل کر لیا (صحیح) اور (غلط) اس بچہ نے اس معمہ کو حل کر لیا۔

[ہندوستان کے تمام اردو اخباروں کی خدمت میں یہ یادداشت بھیجی جا رہی ہے اور اُن سے درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ ان تجویزوں کی پابندی کر کے اردو زبان کے املا میں یکسانیت پیدا کریں۔

"ہماری آواز"]

باہتمام عزیز حسن عزیز مینیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو علی گڈھ سے شائع کیا۔